کیا نیچرّیت۔مرزائیت۔اور چکڑالویّت وغیرہ مذہب اہل حدیث کی شاخیں ہیں؟

(نمبر دوم)

اس مضمون کے پہلے نمبر میں ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مذاہب مذہب اہل حدیث کی شاخیں نہیں۔بلکہ یہ مذاہب پورانے بتدعین معتزلہ وغیرہ سے اخذ کیے گئے ہیں۔اور کچھ ملاحدہ یورپ سے۔پھر یہ سوال ہوا تھا کہ سُنی حنفیوں میں ان مذاہب کا پھیل جانا ترک تقلید کا نتیجہ تو ضرور ہے۔اور مسئلہ ترک تقلید ہندوستان وپنجاب میں اہل حدیث ہی نے پھیلایا ہے اسکا جواب بھی مضمون نمبر اول میں ادا ہوا۔اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مطلق تقلید کو ترک کرنیکا مسئلہ بھی یورپ ہی سے آیا ہے۔علماء اہل حدیث ہندوستان وپنجاب نے یہ مسئلہ کہیں نہیں فرمایا۔ان کی قلم وزبان صرف دو قسم کی تقلید (۱) تقلید بمقابلہ نص (آیت و حدیث)۔(۲) تقلید شخصی باعتقاد فرضیت کے ممانعت نکلی ہے۔اس دو قسم کی تقلید سے بچکر جس مذہب پر منجملہ مذاہب اربع کوئی چلے ان حضرات نے اُس سے منع نہیں کیا اس نمبر (۲) میں اس اجمال کی تفصیل کا وعدہ تھا جو پورا کیا جاتا ہے۔

پس واضح ہو کہ جن حضرات نے ہندوستان میں عمل بالحدیث اور نص کے مقابلہ میں ترک تقلید کا بیج بویا ہے اُن میں سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہیں۔آپنے مطلق تقلید کو بُرا نہیں کہا۔اور اس سے مطلقاً منع نہیں کیا۔بلکہ اُن ہی دو تقلیدوں (۱) تقلید بمقابلہ نص (۲) تقلید شخصی باعتقاد فرضیت کو برا کہا ہے۔اور مطلق تقلید کو واجب کہا۔اور تقلید محمود قرار دیا ہے۔آپ اپنے رسالہ عقد الجید میں فرماتے ہیں:۔

اعلم ان تقليد المجتهد على وجهين واجب وحرام فاحدهما ان يكون من اتباع الرواية ولو دلالة تفصيله ان الجاهل بالكتاب والسنة لا يستطيع بنفسه التتبع ولا الاستنباط فكان وظيفته ان يسأل فقيها ما حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسئلة كذا وكذا فاذا اخبر اتبعه سواء كان ماخوذا من صريح نص او استنباط منه او مقيسا على المنصوص فكل ذلك راجع الى الرواية عنه صلى الله عليه وسلم ولو دلالة وهذا قد اتفقت الامة على صحته قرنا بعد قرن بل الامم كلها اتفقت على مثله في شرائعهم وامارة هذا التقليد ان يكون عمله بقول المجتهد كالمشروط بكونه موافقا للسنة فلا يزال متفحصا من السنة بقدر الامكان فمتى ظهر حديث يخالف قوله نبذه واخذ بالحديث والیه

جان لو کہ تقلید کی دو صورتیں ہیں - ایک صورت میں تقلید واجب دوسری صورت میں حرام ہے - واجبی صورت یہ ہے کہ تقلید اس نیت سے ہو کہ جو امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور روایت پہنچا ہو اس کی پیروی کیجائے - اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص کتاب اللہ اور حدیث کا علم نہ رکھتا ہو اس کو یہ طاقت نہیں ہوتی کہ وہ بذاتِ خود کسی مسئلہ کو کتاب اللہ اور حدیث سے تلاش کرے اس کا تو یہی کام ہوتا ہے - کہ وہ کسی سمجھدار عالم سے سوال کرے - کہ فلاں مسئلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے - پھر جب اسکو خبر ملے تو وہ اس کی پیروی کرے - خواہ وہ مسئلہ صریح آیت و حدیث سے لیا گیا ہو خواہ اجتہاد کے ساتھ اس سے نکالا گیا ہو - خواہ صریح حکم پر اسکا قیاس کیا گیا ہو - ان سبھی اقسام کے مسائل درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کی طرف رجوع کرتے ہیں - ایسی تقلید کے جائز ہونے پر تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہو چکا ہے - بلکہ پچھلی اُمتیں بھی اپنی

اشار الائمة قال الشافعي اذا صح
الحديث فاعملوا به واضربوا
كلامي الحائط وقال مالك ما من
احد الا وماخوذ من كلامه ومردود
عليه هو الا رسول الله صلى الله
عليه وسلم وقال ابو حنيفة رح لا
ينبغي لمن لم يعرف دليلي ان يفتي
بكلامي وقال لا تقلدني ولا تقلدن
مالكا ولا غيره وخذ الاحكام من
حيث اخذوا من الكتاب والسنة
...... والوجه الثاني ......
ان يظن بفقيه انه بلغ الغاية
القصوى فلا يمكن ان يخطئ فمهما
بلغه حديث صحيح صريح يخالف مقالته
لم يتركه او ظن انه لما قلده كلفه الله
بمقالته وكان كالسفيه المحجور عليه
فان بلغه حديث واستيقن بصحته
لم يقبله لكون ذمته مشغولة بالتقليد
فهذا اعتقاد فاسد وقول كاسد ليس له
شاهد من النقل والعقل وما كان احد
من القرون السابقة يفعل ذلك وقد

شہر بستیوں میں ایسی تقلید کے جائز ہونے پر متفق رہی ہیں
اس تقلید کی علامت یہ ہے کہ مقلد کا عمل کسی مجتہد
کے قول پر اس شرط سے مشروط کیا گیا ہو کہ وہ قول
حدیث کے موافق ہو اور وہ اس خیال ہی میں حتے الامکان
حدیث کی تلاش میں لگا رہے پھر جب اسکو کوئی حدیث
اس قول کے مخالف معلوم ہو تو وہ اس قول کو
چھوڑ دے اور حدیث کو لے لے اسی طرف آئمہ
مجتہدین اشارہ کر گئے ہیں امام شافعی نے فرمایا ہے
جب میرے قول کے برخلاف کوئی حدیث تم کو
صحیح معلوم ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میرے
قول کو دیوار سے دے مارو۔ اور امام مالک نے
فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی کلام (محتاج
نص) کے سبب ماخوذ نہو۔ اور وہ کلام اسکی طرف
پھیر نہ جائے بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
(کہ نہ تو انپر مواخذہ ہے اور نہ انکی کلام کو پھیرا
جاتا ہے) اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جو
شخص میرے قول کی دلیل قرآن و حدیث سے
نہ جانے اسکو لائق نہیں کہ اس قول کیمطابق فتوے
دے اور آپنے فرمایا نہ تو بے دلیل میرے قول کو
مانو نہ امام مالک کے قول کو
نہ کسی اور امام کے قول کو اور احکام شرعی

كذب في ظنه من ليس بمعصوم من الخطأ معصوماً حقيقة او معصوماً في حق العمل بقوله وفي ظنه ان الله تعالى كلفه بقوله وان ذمته مشغولة بتقليده وفي مثله نزل قوله تعالى وانا على آثارهم مقتدون وهل كان تحريفات الملل السابقة الا من هذا الوجه (عقد الجید)

وہاں سے لو جیساکہ ائمہ نے لیے ہیں یعنی کتاب اللہ و سنت سے (آپکا یہ قول اُس شخص کے حق اور خطاب میں ہے جو کتاب و سنت میں نظر رکھتا ہو اور وہ فتوے دینے کے لائق ہو) دوسری صورت جسمیں تقلید حرام ہے یہ ہے کہ کسی مجتہد کے حق میں یہ گمان کر لیا جائے کہ وہ اجتہاد میں ایسے نہائت درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ پھر اس سے خطا کا سرزد ہونا ممکن ہے پھر ایسے خیال والے شخص کو کوئی صریح اور صحیح حدیث بھی پہنچ جائے جو قول اس مجتہد کے مخالف ہو تو وہ اُس قول کو نہ چھوڑے یا وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ جب اُس شخص نے اس امام کی تقلید کی تو پھر وہ خدا کیطرف سے فرض ہو گئی اور وہ شخص اس مجتہد کی تقلید میں ایسا ہو گیا جیسے کوئی بیوقوف اپنے خداداد مال میں تصرف کرنے سے بحکم قاضی روکا جاتا ہے پھر ایسے اعتقاد والے کو کوئی حدیث پہنچتی ہے تو وہ اس خیال سے کہ اُسپر خدا کیطرف سے اس مجتہد کی تقلید واجب ہو چکی ہے اس حدیث کو قبول نہیں کرتا یہ اعتقاد اُس شخص کا فاسد ہے اور اُسکا قول کھوٹا ہے اُسپر نہ نقل (کتاب و سنت) سے شہادت پائی جاتی ہے نہ عقل سے اُسنے ایک مجتہد غیر معصوم کو معصوم سمجھنے سے جھوٹا گمان کیا ہے اور اپنے آپ پر اُسکی تقلید فرض ٹھہراتے ہیں یہی وہ جھوٹا ہوا ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ آیت قرآن نازل ہوئی ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ ہمنے اپنے بزرگوں کو جس خیال پر پایا ہے ہم اُسی خیال کے پیچھے چلینگے پہلے دینوں (یہودیت و نصرانیت) میں جو تحریف ہوئی ہے اسی اعتقاد سے ہوئی ہے ایسا ہی آپنے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے، اُسمیں دوسری صورت تقلید ناجائز کو بیان کر کے آپ فرماتے ہیں

فانهم اتفقوا على جواز تقليد المجتهدين مع العلم بان المجتهد يخطى ويصيب مع الاستشراف لنص النبي في المسئلة والعزم على انه اذا ظهر حديث صحيح خلاف ما قلد فيه ترك التقليد واتبع الحديث (حجۃ اللہ البالغہ)

کہ تقلید مجتہدین کی جائز ہونے پر اتفاق ہے اس شرط و اعتقاد کے ساتھ کہ مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے اور وہ درست اور ٹھیک بات بھی فرماتے ہیں اور اس شرط کے ساتھ کہ حدیث نبوی کی تاک جھانک میں لگے رہیں اور اس نیت و عزم کے ساتھ کہ جب اس مسئلہ کے برخلاف جسمیں تقلید کر چکے ہوں حدیث صحیح ظاہر و ثابت ہو گی اس مسئلہ کو چھوڑ دینگے۔ اور حدیث صحیح کی پیروی کرینگے *

(باقی آئندہ)